اسلامی قانون استصناع اور جدید معاشی نظام
(تجزیاتی مطالعہ)

جنید شریف*

استصناع عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی صنعت کے طلب کرنے کے ہیں۔ اور تمام آئمہ لغت نے استصناع کے لفظ کو کسی شئے کی صنعت کے طلب کرنے یا کسی شئے کے بنانے، یا کسی شئے کی فرمائش کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

ابن منظور لسان العرب میں رقمطراز ہیں: (۱)

"و يقال اصطنع الشئى دعا الى صنعه ويقال اصطنع فلان خاتما اذا سأل رجلا ان يصنع له خاتما، أى أمر ان يصنع له كما تسول اكتتب أى أمر أن يكتب له"( )

''اور کہا جاتا ہے کہ چیز کے بنانے کو طلب کرنا، اور کہا جاتا ہے کہ فلاں نے انگوٹھی بنائی یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی سوال کرے کہ اسکے لئے انگوٹھی بنائی جائے یعنی حکم دے کہ اس کے لئے انگوٹھی بنائی جائے، جیسا کہ تو سوال کرے کہ لکھ یعنی حکم دے کہ اس کے لئے لکھا جائے۔''

اصطلاحی تعریف:

جہاں تک استصناع کی اصطلاحی تعریف کا تعلق ہے تو اس بارے میں علامہ کاسائیؒ رقمطراز ہیں (۲)

"هو عقد على مبيع فى الذمة شرط فيه العمل"

''یہ بیچی جانے والی شئے کے بارے میں ایسا معاہدہ ہے جس میں کام کرنے کی ذمہ داری کی شرط ہوتی ہے۔''

محمد قدری پاشا لکھتے ہیں: (۳)

"هوطلب عمل شئى خاص على وجه مخصوص مادته من الصانع"

''کسی خاص چیز میں خاص طریقے پر کام کو طلب کرنا جس کا مادہ صانع کے پاس ہو''

ڈاکٹر وھبہ زحیلی رقمطراز ہیں: (۴)

" هو عقد مع صانع على عمل شئى معين فى الذمة، أى العقد على الشراء ما سيصنعه الصانع و تكون العين والعمل من الصانع، فإذا كانت العين من المستصنع لا من الصانع فإن العقد يكون اجارة لا استصناعا، كما قال بعض الفقهاء: إن المعقود عليه هو العمل

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

فقط ، لأن الاستصناع طلب الصنع وهو العمل ...... وهو عقد يشبه السلم ، لأنه بيع المعدوم ، وأن الشيء المصنوع ملتزم عند العقد في الذمة الصانع البائع، ولكنه يفترق عنه من حيث إنه لا يحب فيه تعجيل الثمن، ولا بيان مدة للصنع والتسليم ولا كون المصنوع مما يوجد في الأسواق۔ويشبه الإجارة أيضا لكنه يفترق عنها من حيث إن الصانع يصنع مادة الشيء المصنوع من ماله"

''وہ کاریگر کے ساتھ کسی خاص چیز پر ذمہ داری کی بابت معاہدہ ہے یعنی ایسی شئی کے خریدنے کا معاہدہ جسکو کاریگر عنقریب بنائے گا، اور وہ چیز اور کام کاریگر کی طرف سے ہوگا۔ اور جب اس شئے کا مادہ خریدار یعنی مستصنع کی طرف سے فراہم کیا گیا ہو تو یہ اجارہ کا عقد ہوگا نہ کہ استصناع کا۔ جیسا کہ بعض فقہاء نے کہا کہ ہر معاہدہ صرف کام ہے اسلئے کہ استصناع کسی چیز کے بنانے کو طلب کرنا ہے اور وہ عمل ہے۔......اور یہ ایسا عقد ہے جو سلم کے مشابہ بھی ہے اسلئے کہ یہ معدوم شئی کا بیچنا ہے اور اسمیں بنائی جانے والی چیز بوقت معاہدہ بائع اور صانع کے ذمہ لازم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس اعتبار سے اسمیں فرق آجاتا ہے کہ اس میں قیمت کی فوراً ادائیگی لازم نہیں ہوتی، اور نہ ہی مدت صنعت اور سپردگی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ چیز بازاروں میں موجود ہوتی ہے۔ اور یہ اجارہ کے مشابہ بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اسمیں صانع بنائی جانے والی شئی کے مادے کو اپنے مال سے بناتا ہے''

Nael G Bunni لکھتے ہیں:(5)

"An agreement for the delivery of future, non existent physical goods, but their nature and type are specified, for a certain price that is generally not due until delivery"

''غیر موجود اشیاء کی مستقبل میں فراہمی کا ایسا معاہدہ جس میں اشیاء کی نوعیت تو بتا دی گئی ہو لیکن ان کی قیمت فراہمی کے وقت تک قابل ادا نہ ہو۔''

Neils لکھتے ہیں:(6)

" Contract for manufacturers; full payment at delivery or in instalments after delivery"

''صنعتکاروں کے لئے ایسا معاہدہ جس میں شئی کی فراہمی کے بعد یک مشت یا اقساط میں ادائیگی کی جاتی ہے۔''

استصناع کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص یا ادارہ کسی صنعت کار سے اس بات کی فرمائش کرتا ہے کہ وہ اسے ایک متعین شئے بنادے، اگر صنعتکار یا تیار کنندہ (Manufacturer) اپنے پاس سے خام مال لگا کر خریدار کے لئے اسکی مطلوبہ شئی تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کر لے تو اس ایجاب اور قبول سے وجود میں آنے والا عقد ''استصناع'' کہلاتا ہے۔

فقہائے احناف کے درمیان اس بات پر اختلاف پایا جاتا ہے کہ استصناع بیع کی اقسام میں سے کونسی قسم ہے چنانچہ بعض اصحاب کے نزدیک یہ ایسی شئی کا عقد ہے جو ایک فریق کے ذمہ ہے اور اسمیں کام کرنا دوسرے فریق پر شرط ہے۔

وہ حضرات جن کے نزدیک استصناع ایک ایسی شئی کا عقد ہے جو دوسرے فریق کے ذمہ ہوتی ہے کی دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی صنعتکار یا تیار کنندہ پہلے سے بنی بنائی ویسی ہی کوئی چیز جو اس نے پہلے سے بنا کر رکھی ہو لا کر دے اور اس پر خریدار بھی راضی ہو جائے تو یہ جائز ہے لیکن اگر کام کرنے کو اس عقد کی شرط بنا دیا جائے تو اس کاریگر کیلئے پہلے سے بنی بنائی چیز لا کر دینا جائز نہ ہوتا کیونکہ اس صورت میں اس کے جواز کیلئے ''کام کرنے'' کی شرط کا پایا جانا ضروری تھا اور شرط ہمیشہ مستقبل کے متعلق ہوتی ہے نہ کہ ماضی کے متعلق۔

جبکہ دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ استصناع کا معنی کسی شئی کو آرڈر پر بنوانا یا کسی شئی کو بنانے کی طلب کرنا ہے اور اگر اس میں ''عمل کرنا'' شرط نہ ہو تو اسے لغوی اعتبار سے استصناع نہیں کہا جا سکتا ہے۔ لہذا لفظ کا یہ لغوی مفہوم اصطلاحی مفہوم کیلئے دلیل ہوگا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مبیع محض دوسرے فریق کے ذمہ ہو تو اسے ''بیع سلم'' کہا جاتا ہے جبکہ ''استصناع'' آرڈر پر کسی شئی کے بنوانے کو کہا جاتا ہے۔(۷)

استصناع عقدِ بیع ہے یا وعدہ؟

اس امر میں آئمہ فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا استصناع بیع ہے یا وعدہ بیع۔ بعض آئمہ کے نزدیک استصناع ''دوطرفہ وعدہ'' ہے اور بیع نہیں ہے جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک یہ ''بیع'' ہی ہے۔(۸)

آئمہ ثلاثہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یہ وعدہ بیع ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ استصناع میں ایک شخص دوسرے شخص سے کسی شئی کے بنانے کا آرڈر کرتا ہے چنانچہ جب کوئی شخص کسی سے کوئی چیز بنواتا ہے تو یہ بذات خود کوئی عقد نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک فرمائش ہوتی ہے کہ میرے لئے فلاں چیز بنا دو جسے دوسرا فریق (کاریگر) قبول کر لیتا ہے اسطرح یہ صرف فریق ثانی کی طرف سے اس شئے کے بنا کر دینے کا وعدہ ہوتا ہے۔ لہذا یہ بیع نہیں جسکی وجہ سے یہ عقد لازم بھی نہیں بلکہ اسکی حیثیت محض ایک وعدے کی سی ہے۔(۹)

مثال کے طور پر الف نے ب سے چیز کے بنانے کی درخواست کی ہے اور ب نے الف سے وعدہ کیا ہے کہ چلو ٹھیک ہے میں تمہیں یہ چیز بنا دیتا ہوں یا بنا دوں گا اس طرح یہ ایک وعدہ ہے نہ کہ عقد اور جب یہ عقد ہی نہیں تو لازم بھی نہیں اور لازم نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر بنانے والا بعد میں وہ شئی نہ بنائے تو اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ وعدہ کا پورا کرنا مکارم اخلاق میں سے ہے اور دیانتاً انسان کے ذمہ ہے کہ وہ وعدہ کو پورا کرے اور بغیر کسی شرعی عذر کے وعدہ کو نہ توڑے۔ اس بات میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ آیا وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے یا محض مستحب یا یہ کہ یہ صرف مکارم اخلاق میں سے ہے۔ فقہاء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ وعدہ کا پورا کرنا مکارم اخلاق میں

سے ہے اور اس کا ایفاء مستحب ہے۔ اور اگر بالفرض ان حضرات کا قول اختیار کیا جائے جو اس کے ''واجب'' ہونے کے قائل ہیں تو ان کے نزدیک بھی وعدہ کا ایفاء دیانتاً واجب ہے قضاء واجب نہیں لہذا عدالت کے ذریعے اس شخص کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔ لہذا اس وجہ سے عقد سرے سے ہوا ہی نہیں کیونکہ جو چیز صانع پر لازم ہوئی تھی وہ بھی تو صرف وعدہ ہی تھا عقد تو نہ تھا۔

دوسری طرف فرض کریں کہ اگر صانع (کاریگر) نے وہ شئی بنا کر دے دی اب مشتری کو اختیار ہے وہ چاہے تو اسے خریدے، چاہے تو نہ خریدے کیونکہ عقد منعقد ہوا ہی نہیں۔ لہذا بعد میں اگر مشتری کہے کہ میں تو نہیں لیتا تو اس کو اختیار ہے آئمہ ثلاثہ کا مسلک یہی ہے کہ اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عقد منعقد ہوا ہی نہیں۔ (۱۰)

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک استصناع کے ''عقد لازم'' نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جس چیز پر عقد منعقد کیا جا رہا ہے یعنی معقود علیہ جس کے بنوانے کی فرمائش کی گئی ہے وہ ابھی وجود میں نہیں ہے۔ لہذا اگر یہ کہا جائے کہ اسکی بیع بھی ہو گئی ہے، عقد ہو گیا ہے تو گویا یہ معدوم کی بیع ہو گی اور معدوم کی بیع جائز نہیں۔ لہذا استصناع کو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ وعدہ ہے بیع نہیں ہے۔ (۱۱)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک استصناع بیع ہے اور یہ ''عقد'' بھی ہے کیونکہ جب ایک شخص دوسرے سے یہ کہتا ہے کہ میرے لئے فلاں چیز بناؤ اور دوسرا اس کو قبول کر لیتا ہے تو اس کے قبول کرنے سے یہ عقد منعقد ہو گیا۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیع تو ہو گئی لیکن چونکہ مشتری نے اس شئی کو ابھی تک نہیں دیکھا اس لئے مشتری کو خیار رویت حاصل رہے گا اور جب وہ شئی بن کر تیار ہو گئی تو خیار رؤیت کی وجہ سے مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو عقد کو باقی رکھے چاہے تو اس عقد کو فسخ کر دے (۱۲) خیار رؤیت کا مشتری کو حاصل ہونا اسکے عقد ہونے کے منافی نہیں، کیونکہ خیار رؤیت بیع تام ہونے کے بعد بھی ملتا ہے لہذا یہاں بھی بیع تام ہے لیکن مشتری کو خیار رؤیت ملے گا۔ (۱۳)

مشتری کو خیار رؤیت کے حاصل ہونے کے بارے میں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں (۱۴) کہ یہ دیکھا جائے گا کہ آیا وہ مواصفات جو عقد کے اندر اس شئی کے بارے میں طے ہوئے تھے ان مواصفات کے مطابق شئی کو بنایا گیا ہے یا نہیں۔ اگر تو ان تمام مواصفات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور صانع نے ان کے مطابق ہی وہ شئی بنا کر دی ہے تو مشتری کو خیار رؤیت حاصل نہیں ہو گا لیکن اگر صانع نے اس شئی کو ان مواصفات کے مطابق نہیں بنایا تو بے شک اس کو خیار حاصل ہو گا کہ میں نے تو ایسا نہیں بنوایا تھا اس لئے میں اسکو نہیں خریدتا۔ (۱۵) ﴿۱۶﴾

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں یہ قول کہ استصناع بیع ہے لیکن اس کے قبول اور عدم قبول میں خریدار (مستصنع) کو خیار رؤیت حاصل ہوتا ہے صحیح ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ امام محمدؒ نے اسکے جواز میں قیاس اور استحسان کا حوالہ دیا ہے

حالانکہ وعدوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی اسی طرح امام محمدؒ نے اس میں خریدار کیلئے خیار رؤیت ثابت کیا ہے جو بیع کی اقسام کے ساتھ مخصوص ہے۔مزید یہ کہ اسمیں ایک فریق دوسرے فریق سے تقاضا (Demand) کرسکتا ہے اور تقاضا کسی واجب اور ضروری شئی کا ہی کیا جاتا ہے محض وعدے وعید کا تقاضا نہیں کیا جا سکتا۔(۱۷)

آئمہ ثلاثہ کی یہ دلیل کہ استصناع کو بیع قرار دینے سے معدوم شئی کی بیع لازم آتی ہے کا جواب آئمہ احناف یہ دیتے ہیں کہ اگر چہ اصل قاعدہ یہ ہے کہ معدوم کی بیع جائز نہیں ہے لیکن نصوص سے اس میں دو استثناء ہیں ایک استثناء سلم کا ہے کہ سلم میں بھی بیع ہوتی ہے یعنی سلم ایک ایسی چیز کی بیع ہے جو ابھی وجود میں نہیں آئی بلکہ وہ واجب فی الذمہ ہوتی ہے خارج میں موجود نہیں ہوتی ، جس طرح شریعت نے سلم کا بیع المعدوم سے استثناء کیا ہے اسی طرح استصناع کا بھی استثناء کیا ہے اور اسکی دلیل حضور اکرم ﷺ کا اپنے لئے انگوٹھی اور منبر بنوانا ہے اور اس منبر بنوانے کی متعدد روایات (۱۸) کتب حدیث میں آئی ہیں اور ان میں سے بعض روایات سے استدلال کرتے ہوئے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک باقاعدہ عقد تھا۔(۱۹)

استصناع اور سلم میں فرق:

استصناع اور سلم اگر چہ دو الگ الگ عقود ہیں لیکن ان دونوں میں عمل اور اثر کے اعتبار سے انتہائی مشابہت پائی جاتی ہے مثال کے طور پر جس طرح سلم میں خریدی جانے والی چیز رب السلم (شیء کا مالک) کو فوری طور پر ادا نہیں کی جاتی بلکہ ایک خاص مدت کے بعد مسلم فیہ کی خریدار کو فراہمی مسلم الیہ کے ذمہ ہوتی ہے اسی طرح استصناع میں صانع کے ذمہ وہ شئی جس پر عقد استصناع کیا جا رہا ہے (مصنوع) کی مستصنع کو فوری طور پر فراہمی لازم نہیں ہوتی چنانچہ سلم اور استصناع میں مطابقت یہ ہے کہ دونوں میں عقد ایک ایسی چیز پر کیا جاتا ہے جسے مستقبل میں خریدار کو فراہم کرنا ہوتا ہے اور ان میں شئی مذکورہ بیچنے والے کے ذمہ لگ جاتی ہے۔

Mahmoud A.EL-GAMAL لکھتے ہیں:(20)

"Istisna' shared with salam the function of financing the production of nonexistent items, which are established as liabilities on the seller."

''استصناع کی سلم کے ساتھ اس حیثیت سے مطابقت پائی جاتی ہے کہ دونوں میں عقد غیر موجود شئے پر کیا جاتا ہے، اور وہ شئی فروخت کنندہ کے ذمہ ہوتی ہے۔''

فقہاء کی ایک کثیر تعداد نے استصناع کو سلم کی ہی ایک قسم قرار دیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے استصناع کا ذکر سلم ہی کے ذیل میں کیا ہے لیکن اصحاب احناف استصناع کو ایک الگ مستقل عقد قرار دیتے ہیں اور اس وجہ سے احناف کی طرف سے استصناع کی تعریف ''کسی صنعتکار سے شئی کی صنعت کا طلب کرنا'' کی جاتی ہے۔(21)

لیکن اس مشابہت کے باوجود کئی ایک ایسے نکات ہیں جن کی بنیاد پر ان ہر دو عقود کی حیثیت جدا گانہ طور پر عیاں ہوتی ہے ان دونوں عقود کی الگ الگ نوعیّتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے درمیان باہمی فرق کو ذیل میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) استصناع اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے صنعت کے طلب کرنے (طلب الصنع) کے لئے بولا جاتا ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ استصناع صرف ان چیزوں پر ہوسکتا ہے جن کو تیار کرنے کی ضرورت ہو اس کے برعکس سلم کے لئے ایسا ضروری نہیں اور سلم پر بیع ہر چیز کی ہوسکتی ہے خواہ اسے تیار کرنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔(22)

(۲) عقد سلم کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ خریدی جانے والی شئے کی قیمت مکمل طور پر ادا کر دی جائے کیونکہ اگر قیمت پوری ادا نہ کی جائے گی تو اس سے قرض کی قرض کے بدلے میں بیع لازم آئے گی لیکن استصناع میں یہ شرط نہیں ہے اور مستصنع شئے مصنوعہ کی قیمت چاہے تو اس شئے پر قبضہ کے وقت ادا کرے اور چاہے تو اس شئے کی تکمیل کے مراحل کے دوران ادا کرے۔(23)

(۳) عقد سلم کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ سلم میں مدت کا معلوم اور متعین ہونا ضروری ہے جبکہ استصناع میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدت کی تعیین کی کوئی شرط نہیں ہوتی اور اگر استصناع میں مدت کی تعیین کی شرط لگائی جائے تو اسے استصناع نہیں کہا جائے گا۔(۲۴)

(۴) عقد سلم طے ہو جانے کے بعد فریقین میں سے کوئی فریق اگر اسے منسوخ کرنا چاہے تو وہ اسے یک طرفہ طور پر منسوخ نہیں کرسکتا بخلاف عقد استصناع کے کہ اسے سامان کی تیاری شروع ہونے سے پہلے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔(25)

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے استصناع کے موضوع پر ایک قرارداد منظور کی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس قرارداد کو بعینہ یہاں نقل کر دیا جائے۔(۲۶)

(۱) ''عقد استصناع'' ایک ایسا عقد ہے جس میں بائع کوئی عمل کر کے کوئی چیز تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے، یہ عقد فریقین پر لازم ہوتا ہے۔ بشرطیکہ عقد کے ارکان وشروط موجود ہوں۔''

(۲) ''عقد استصناع'' کی صحت کیلئے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(الف) جو چیز بنوائی جا رہی ہے، اسکی جنس، نوع، مقدار اور اسکے مطلوبہ اوصاف کی وضاحت۔

(ب) حوالگی کی تاریخ کا تعین۔

(۳) ''عقد استصناع'' میں پوری قیمت کی ادائیگی بھی مؤجل ہوسکتی ہے اور اسکی ایسی اقساط بھی کی جا سکتی ہیں جن کی مدت معلوم ہو۔

(۴) یہ بھی جائز ہے کہ ''عقد استصناع'' میں فریقین کے باہمی اتفاق سے ''شرط جزائی'' عائد کر

دی جائے (یعنی یہ شرط کہ اگر بنانے والا مقررہ وقت پر چیز تیار نہ کر سکا تو ہر دن کی تاخیر پر قیمت میں اتنی کمی ہو جائے گی) بشرطیکہ حوالگی میں تاخیر غیر اختیاری حالات کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔

استصناع بیع ہے یا اجارہ:

استصناع اور اجارہ اگرچہ دو الگ الگ عقد ہیں لیکن ان دونوں میں عمل کے اعتبار سے کافی مشابہت پائی جاتی ہے چنانچہ اس بات میں آئمہ فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا استصناع کو بیع شمار کیا جائے گا یا اجارہ ۔آئمہ احناف اور حنابلہ کی ایک کثیر تعداد نے استصناعکو بیع کی اقسام میں سے ایک قسم شمار کرتے ہوئے عقد بیع قرار دیا ہے انکے نزدیک استصناع ایک ایسا عقد ہے جسمیں کسی مخصوص شئی کی بیع عمل کی شرط کے ساتھ کی جاتی ہے (۲۷) ۔چنانچہ ان کے نزدیک استصناع بیع تو ہے لیکن اس کو مطلق بیع نہیں کہیں گے کیونکہ مطلق بیع میں عمل کی کوئی شرط نہیں ہوتی جبکہ استصناع میں عمل کی شرط عائد کی جاتی ہے۔اور علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں کہ استصناع ،بیع ہے لیکن اس کے قبول اور عدم قبول میں خریدار (مستصنع) کو خیار رؤیت حاصل ہوتا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ امام محمدؒ نے اسکے جواز میں قیاس اور استحسان کا حوالہ دیا ہے اسی طرح امام محمدؒ نے اس میں خریدار کیلئے خیار رؤیت ثابت کیا ہے جو بیع کی اقسام کے ساتھ مخصوص ہے۔(۲۸)

آئمہ احناف میں سے بعض کے نزدیک استصناع صرف اجارہ ہے اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ استصناع ابتداء تو اجارہ ہے جبکہ انتہاء میں بیع ہے۔(۲۹)

حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ استصناع بیع ہے اور یہ اجارہ نہیں ہے اور استصناع میں مقصود شئی کی صنعت کا طلب کرنا ہوتا ہے صانع کا عمل مطلوب نہیں ہوتا جیسا کہ اجارۃ العمل میں مستاجر کا عمل مطلوب ہوتا ہے چنانچہ اگر کوئی صنعتکار یا تیار کنندہ پہلے سے بنی بنائے ویسی ہی کوئی چیز جو اس نے پہلے سے بنا کر رکھی ہو لا کر دے دے اور اس پر خریدار بھی راضی ہو جائے تو یہ جائز ہے۔(۳۰)

استصناع اور اجارہ میں فرق:

استصناع میں صنعتکار یا کاریگر کسی شئی کے تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے اور اس کیلئے یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اس شئی کو تیار کرنے کیلئے خام مال اپنے پاس سے لگائے اور اگر خام مال اس کے پاس موجود نہیں ہے تو وہ اسے مہیا کرے۔اور مستصنعکو خام مال کی فراہمی جیسے کسی امر سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔جبکہ اگر خام مال مستصنع کی طرف سے فراہم کیا گیا ہو اور صنعتکار یا کاریگر سے صرف اس کی محنت اور مہارت مطلوب ہو تو اسے استصناع کا عقد نہیں کہا جاسکتا اور اس صورت میں یہ اجارہ کا عقد ہوگا جس کے ذریعے کسی شخص کی خدمات کو متعین معاوضے کے عوض حاصل کیا جاتا ہے۔(۳۱)

تاخیر کی وجہ سے معاوضہ میں کمی کی شرط عائد کرنا:

اشیاء کی قیمتوں کے کم یا زیادہ ہونے میں وقت کا بڑا دخل ہوتا ہے اور بعض اشیاء ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے کسی خاص عرصے کے دوران ہی منفعت حاصل کی جا سکتی ہے جیسے گندم کاٹنے کی مشین کہ اس سے منفعت اسی صورت میں حاصل ہو سکے گی جب کہ صنعتکار وہ مشین خریدار کو گندم کے پک کر تیار ہو جانے سے پہلے مہیا کرے اور اگر وہ اسے اس عرصے کے بعد وہی مشین فراہم کرے گا تو خریدار کیلئے وہ مشین ایک خاص عرصے کیلئے بے سود ہو گی جس سے خریدار کا نقصان بھی ہوگا۔

چنانچہ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ صنعتکار مطلوبہ شئی کو متعین مدت کے اندر فراہم کر دے گا فریقین کے باہمی اتفاق سے یہ شرط عائد کی جا سکتی ہے کہ اگر تیار کنندہ نے مطلوبہ شئی کی فراہمی میں متعین وقت سے تاخیر کی تو اس پر جرمانہ عائد ہوگا جس کا حساب یومیہ بنیادوں پر کیا جائے گا۔

مولانا تقی عثمانی استصناع میں قیمت کو فراہمی کے وقت کے ساتھ منسلک کرنے کو اجارہ پر قیاس کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔(۳۲)

"The price in istisna' may be tied up with the time of delivery, and it will be permissible if it is agreed between the parties that in the case of delay in delivery, the price shall be reduced by a specified amount per day."

''استصناع میں قیمت کو فراہمی کے وقت کے ساتھ منسلک کیا جا سکتا ہے' اگر فریقین اس بات پر متفق ہو جائیں کہ فراہمی میں تاخیر کی صورت میں فی یوم متعین مقدار میں قیمت کم ہو جائے گی تو یہ شرعاً جائز ہے''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''عقد استصناع'' میں فریقین کے باہمی اتفاق سے اس شرط کا عائد کرنا کہ اگر صنعتکار یا کاریگر مقررہ وقت پر چیز تیار نہ کر سکا تو ہر دن کی تاخیر پر متعین مقدار میں قیمت کم ہو جائے گی جائز ہے لیکن اس شرط کا نفاذ صرف اسی صورت میں ہو گا جبکہ شئی مذکورہ کی حوالگی میں تاخیر غیر اختیاری (Force Majeure/ Superior Force) حالات کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔(۳۳)

متوازی استصناع:

بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کا زیادہ تر کام زر کا لین دین ہوتا ہے اور انکے لئے براہ راست صنعتی سرگرمیوں میں داخل ہونا اگر چہ ناممکن نا سہی لیکن مشکل ضرور ہوتا ہے۔ یہ بات مدّ نظر رہے کہ استصناع میں تمویل کار کیلئے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ اس شئے کو خود تیار کرے بلکہ وہ کسی تیسرے فریق سے بھی وہ شئے اپنی تمام اوصاف کے ساتھ تیار کروا سکتا ہے لہذا اگر کوئی صنعتکار یا تیار کنندہ پہلے سے بنی بنائے ویسی ہی کوئی چیز جو اس نے پہلے سے بنا کر رکھی

ہولا کر دے دے اور اس پر خریدار بھی راضی ہو جائے تو یہ جائز ہے کیوں کہ کام کرنا عقد استصناع میں کاریگر کیلئے شرط نہیں۔ چنانچہ یہ مالیاتی ادارے اور بینک استصناع کو آلہ تمویل کے طور پر استعمال کرتے ہوئے کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی استصناع کے معاہدے میں داخل ہو سکتے ہیں۔

متوازی استصناع کے اس طریقے میں مالیاتی ادارے کو دو مختلف پارٹیوں سے الگ الگ دو معاہدے کرنا پڑیں گے پہلے معاہدے میں مالیاتی ادارے کی حیثیت خریدار کی ہوگی جبکہ دوسرے معاہدے میں مالیاتی ادارہ فروخت کنندہ کی حیثیت سے شامل ہوگا۔ چنانچہ متوازی استصناع کا یہ عقد مندرجہ ذیل مراحل پر مشتمل ہوگا:

پہلے مرحلے میں مالیاتی ادارہ یا بینک کسی صنعتکار سے کوئی چیز استصناع کے کے طور پر خریدنے کا عقد کرے گا اور اس مرحلے میں مالیاتی ادارے کی حیثیت خریدار کی ہوگی جبکہ دوسرے مرحلے میں صنعتکار سے مطلوبہ شئے خرید کر اسے ایک متوازی استصناع کے ذریعے خریدار کو بیچ دے گا۔ اس طرح مالیاتی ادارہ کی دو مختلف حیثیتیں بائع اور مشتری کے لحاظ سے سامنے آئیں گی۔ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ متوازی استصناع کے اس معاہدے کو استصناع کے پہلے معاہدے کے ساتھ معلق نہیں کیا جاسکتا اور متوازی استصناع کا عقد بالکل الگ اور جدا عقد ہوگا اس طرح یہ دو الگ الگ معاہدے کئے جائیں گے۔ Mahmoud A.EL-Gamal لکھتے ہیں: (۳۴)

"Practice of commissioned agent engaging in a second istisna' contract is came to be known as Parallel istisna'. In Parallel istisna' there is no direct liability on the final worker toward the initial commissioner / buyer, thus keeping the two contract seperate."

"کمیشن پر کام کرنے والے نمائندے کا استصناع ثانی میں شریک ہونا، متوازی استصناع کہلاتا ہے۔ متوازی استصناع میں آخری عامل پر ابتدائی خریدار کیلئے کوئی براہ راست ذمہ داری نہیں ہوتی، لہٰذا اس طرح دو معاہدوں کو علیحدہ رکھا جاتا ہے۔"

پہلے عقد استصناع میں کاریگر یا صنعتکار کو ادا کی جانے والی قیمت متوازی استصناع میں خریدار کے ساتھ طے کردہ قیمت سے کم ہوگی اور اس طرح ان دونوں قیمتوں کے درمیان فرق مالیاتی ادارے کا منافع ہوگا۔ مالیاتی ادارۃ خریدار سے تمام قیمت شئے کی فراہمی کے ساتھ ہی اکٹھی بھی وصول کرسکتا ہے اور شئے کی فراہمی کے بعد قسطوں کی صورت میں بھی۔ رقم کی ادائیگی کا طریقہ کار مالیاتی ادارہ اور خریدار دونوں کی مرضی پر منحصر ہے وہ چاہیں تو اکٹھی رقم شئے کی فراہمی کے ساتھ یا معاہدے میں داخل ہونے کے وقت ہی وصول کرلیں چاہیں تو شئے کی فراہمی کے بعد قسطوں کی صورت میں ادائیگی کریں۔ مالیاتی ادارہ قسطوں کی ادائیگی کو یقینی بنانے کیلئے خریدار کی زمین یا مکان یا کسی اور جائیداد کا ملکیت نامہ توثیق کے طور پر بھی رکھ سکتا ہے۔

منصوبوں کی تمویل میں استصناع کا استعمال:

استصناع کے ذریعے تمویل کے اس طریقے کو بڑے بڑے منصوبوں کی تمویل کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔آ جکل کئی ممالک کی حکومتیں مختلف تعمیراتی معاہدے BOT* کی بنیاد پر کرتے ہیں (35) پاکستان میں موٹر وے کا منصوبہ BOT کی بنیاد پر پایہ تکمیل تک پہنچنے والا ایک عمدہ منصوبہ ہے۔

استصناع کو بڑے صنعتی منصوبوں مثلاً جہاز سازی، اسلحہ سازی، کی صنعتوں اوران بڑے منصوبوں میں استعمال ہونے والی بھاری مشینری کی فراہمی کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اگر کوئی شخص اپنی فیکٹری میں ایئر کنڈیشن پلانٹ لگوانا چاہتا ہے اور پلانٹ کے تیار کرنے کی ضرورت ہے تو تمویل کار استصناع کے معاہدے کے ذریعے پلانٹ مہیا کرنے کی ذمہ داری قبول کرسکتا ہے۔اسی طرح استصناع کوزراعت اور ہاؤس بلڈنگ کے شعبے میں بھی بڑی کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی زمیندار کو زرعی مشینری مثلاً ٹریکٹر، تھریشر وغیرہ درکار ہے تو صنعتکار سے عقد استصناع کی بنیاد پر ان اشیاء کی خریداری کا عقد کرسکتا ہے۔تعمیراتی کمپنیاں استصناع کی بنیاد پر تعمیراتی معاہدے کرسکتی ہیں، مثال کے طور پر اگر کوئی ادارہ کسی مقام پر کوئی پلازہ وغیرہ تعمیر کروانا چاہتا ہے تو وہ تعمیراتی کمپنی سے کسی خاص معین نقشے کے مطابق پلازہ کی تعمیر کیلئے استصناع کی بنیاد پر عقد کرے گا۔یہ بات ذہن میں رہے کہ استصناع کی بنیاد پر جب تعمیراتی کمپنی سے عقد کیا جائے گا تو مستصنع کیلئے صانع کو تعمیراتی سامان وغیرہ کی فراہمی کی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی اور تعمیر کیلئے میٹریل کی فراہمی تعمیراتی کمپنی پر عائد ہوگی، اور اگر مستصنع یعنی خریدار کے ذمہ تعمیراتی سامان کی فراہمی بھی عائد کردی جائے گی تو پھر اسے عقد اجارہ کہا جائے گا نہ کہ استصناع کیونکہ اس صورت میں تعمیراتی کمپنی سے متعین معاوضے کے عوض خدمات کو حاصل کیا جارہا ہے۔

استصناع کے طور پر تیار کروائی جانے والی مشینری یا عمارت وغیرہ کی تعمیر کا عقد کرتے وقت یہ بات مدنظر رہے کہ مطلوبہ شئی کے تمام اوصاف عقد کے اندر واضح طور پر بیان کردیئے جائیں اور اس شئی کی حوالگی کی مدت یا تاریخ کو بھی عقد میں طے کرنا ضروری ہے۔

استصناع کے ذریعے تمویل کے بیان کئے گئے طریقہ کار کو اسلامی بنک معاشرے میں لوگوں کو ان کی روزمرہ استعمال کی اشیاء فراہم کرنے کیلئے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔اس سے نہ صرف نجی سطح پر اسلامی معیشت کو فروغ ملے گا بلکہ بڑے منصوبوں کی تمویل کیلئے اسلامی سرمایہ کاری کے فروغ کی راہ بھی ہموار ہوگی۔

---

* BOT(Build on Transfer): موجودہ حالات میں ترقی پذیر دنیا میں بڑے منصوبوں میں سرمایہ کاری کے حوالے سے یہ طریقہ کار استعمال کیا جاتا ہے۔اس میں اس منصوبے سے حاصل شدہ آمدنی میں تصرف ایک محدود مدت کے لیے تمویل کار کا اختیار سمجھا جاتا ہے۔ اس سے جہاں اس منصوبے کے اخراجات حاصل ہوتے ہیں، وہاں تمویل کار کا منافع اور دیکھ بھال کے اخراجات بھی حاصل ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) ابن منظور، جمال الدین، ابو الفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، دار حیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۸ء، مادہ صنع، ۴۲۶/۷۔۴۲۷

(۲) کاسانی، علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود الحنفی، البدائع الصنائع، دار الفکر، بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۲/۵

(۳) محدم قدری پاشا، مرشد الحیران، القاہرۃ، ۱۹۰۹ء، ص:۵۶۹

(۴) زحیلی، الدکتور وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۹۳ء، ۶۲۱/۴

(5) Nael G Bunni, The FIDIC forms contract, Black Swell publishing, July 1, 2005, ISBN, 140512032, Page:44

(6) Neils (Researcher & Lecturer, Institute of Church history, University of Copen Hagon, Denmark) Scriptural politics, Kast felt, Publisher: C, Hurst & Co. July, 15,2004. Page:78

(۷) بدائع الصنائع ۳/۵ (۸) بدائع الصنائع ۳/۵

(۹) سرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار الفکر بیروت لبنان، ۱۹۸۹ء ۱۳۹/۱۲ (وکان الحاکم الشہید یقول الاستصناع مواعدۃ وانما ینعقد العقد بالتعاطی اذا جاء بہ)

(۱۰) الفتاوی البزازیۃ علی ھامش الفتاوی العالمگیریۃ ۸/۵، نوع فی الاستصناع (لا یجبر الصانع علی العمل ولا المستصنع علی اعطاء الأجر الخ) دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۲۰۰۰ء

(۱۱) المبسوط ۱۳۸/۱۲ (لأن المستصنع فیہ مبیع وھو معدوم وبیع المعدوم لا یجوز لنہیہ علیہ وسلم ﷺ عن بیع مالیس عند الانسان

(۱۲) المبسوط ۱۳۹/۱۲ (والدلیل علیہ أن محمدا قال اذا جاء بہ مفروغا عنہ فللمستصنع الخیار لأنہ اشتری شیئا لم یرہ وخیار الرؤیہ انما یثبت فی بیع العین فعرفنا أن المبیع ھو المستصنع فیہ)

(۱۳) الفتاوی الھندیہ ۲۰۷/۳۔۲۰۸ (وعن أبی حنیفۃ ؒ أن لہ الخیار کذا فی الکافی وھو المختار ھکذا فی جواھر الاحلاطی، والمستصنع بالخیار إن شاء اخذہ وإن شاء ترکہ، ولا خیار للصانع وھو الاصح ھکذا فی الھدایۃ)

(۱۴) المبسوط ۱۳۹/۱۲ (عن ابی یوسف قال اذا جاء بہ کما وصفہ لہ فلا خیار للمستصنع استحسانا لدفع الضرر عن الصانع فی افساد أدیمہ وآلاتہ فربما لا یرغب غیرہ فی شرائہ علی تلک الصفۃ فلدفع الضرر عنہ)

(۱۵) الفتاوی الھندیہ ۲۰۷/۳۔۲۰۸

(۱۶) (مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعہ نمبر ۲۹۳ اور مقدمہ) خلافت عثمانیہ میں فقہاء نے اسی نقطہ نظر کو ترجیح دی تھی اور حنفی قانون اسی کے مطابق مدون کیا گیا تھا اس لئے کہ جدید صنعت وتجارت میں یہ بڑی نقصان کی بات ہوگی کہ تیار کنندہ نے اپنے تمام وسائل مطلوبہ چیز کی تیاری میں لگادیے اور اسکے بعد خریدار کوئی وجہ بتائے بغیر سودا منسوخ کردے اگرچہ فراہم کردہ چیز مطلوبہ اوصاف کے مکمل طور پر مطابق ہو

(۱۷) بدائع الصنائع ۳/۵

(۱۸) بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر الیمامہ بیروت، کتاب البیوع، باب النجار،

۹۸۸، (حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا عبد العزيز، عن أبي حازم قال: أتى رجال سهل بن سعد ليسألونه عن المنبره، فقال: بعث رسول الله ﷺ إلى فلانة امرأة قد سماها سهل أن ((مري غلامك النجار يعمل لي أعوادا أجلس عليهن إذا كلمت الناس)) فامرته يعملها من طرفاء الغابة ـ ثم جاء بها فأرسلت إلى رسول الله ﷺ بها فأمر بها فوضعت فجلس عليه)۔

(19) المبسوط ۱۲/۱۳۹ء، تقی عثمانی، محمد، انعام الباری، مرتب محمد انور حسین، مکتبہ الحراء بالمقابل ڈاکخانہ دار العلوم، کراچی، ص:۶/۱۸۱

(20) Mohammad A.El-Gamal, Islamic finance,Cambridge Univeristy Press, 31 July 2006, P:90

(21) Frank E Vogel, Samuel L Hayes, Islamic Law & Financce, Brill academy Publishers, Jan 1998, ISBN 9041105476, P. 146.

(22) Islamic law and finance, page 147.

(23) Scriptural Politics, page 78. For More detail see: www.barakaonline.com/products/istisnaa.

(۲۴) صاحبین کا اس مسئلے میں امام آعظم سے اختلاف ہے کہ استصناع میں مدت کی تعیین شئ مصنوعہ کے جلدی تیار ہو جانے کی وجہ سے لگائی جاتی ہے تا کہ اسکی فراہمی میں کوئی تاخیر نہ ہو اس لئے اسمیں کوئی خرج نہیں ہے لہذا اگر تیار کنندہ فراہمی میں متعین وقت سے تاخیر کر دے تو خریدار اسے قبول کرنے اور قیمت ادا کرنے کا پابند نہیں ہو گا (رد المحتار ۵/ ۲۲۵)

(25) Islamic finance, page 90 ؛ Islamic law and finance, page 148

(۲۶) قرار دادیں اور سفارشات، اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ، مطبع میمن اسلامک پبلشرز کراچی، قرار داد نمبر ۶۶/۳/۷، ص:۱۷۰

(۲۷) المبسوط ۵/۸۴ء الانصاف ۴/ ۳۰۰ (انہ بیع عین شرط فیہ العمل)

For more detail see: Scriptural politics, page 78 , Islamic law and finance, page 146_147, Islamic finance page 90.

(۲۸) بدائع الصنائع ۵/۳ ؛ Essays and addresses on Arab laws, page 9.

(۲۹) فتح القدیر ۵/۳۵۶

(۳۰) فتح القدیر ۵/ ۳۵۵ ؛ بدائع الصنائع ۵/۳ ؛Islamic finance, page 90.

(31) Islamic finance, page90.
www.islamic-finance.com/item_istisna_f.htm

(32) Muhammad Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance, Maktaba Ma'ariful quran, Karachi, Pakistan. page198.

(۳۳) قرار دادیں اور سفارشات، ص ۱۷۰، قرار داد نمبر ۶۶/۳/۷ ؛ Islamic Sharia Standereds,6/7,Page,186

(34) Islamic law and finance page 147. ؛finance, Page 91.

(35) Islamic finance , Page 91